اس کے علاقہ ڈیپلو میں بغیر کھاد کے بھی فصلیں کاشت کی جاتی ہیں۔ لوبان اور چندن کے درخت بھی موجود ہیں۔ مورتلور تیتر اور ہرن جیسے نایاب وخوبصورت جانور تھر کا حصہ ہیں مگر پانی کی کمی اور غیر قانونی شکار کی وجہ سے یہ دن بدن ناپید ہوتے جارہے ہیں۔ صحرائے تھر میں میاں نواز شریف کے پچھلے دور سے قبل کیکڑا جیسی ٹرانسپورٹ تھی۔ اس دور میں پختہ سڑکوں کا جال بچھایا گیا۔ پھر جنرل پرویز مشرف کے دور میں ارباب غلام رحیم نے وزیر اعلی بن کر اس علاقہ پر توجہ دی۔ وزیر اعظم شوکت عزیز نے ادھر سے الیکشن جیت کر ادھر کی آبادی کو کسی قدر سہولتیں بھی فراہم کیں۔ میر پور اور مٹھی کی رابطہ سڑک کی تعمیر نو کی گئی۔ ضلع تھر کو عمر کوٹ و بدین سے بذریعہ سڑک ملا دیا گیا۔ فراہمی آب کے منصوبے بھی مکمل کیئے گئے مگر بڑے قصبوں اور شہروں تک پانی اور بجلی پہنچی اور سیاسی رکاوٹیں دیہی تھر کی ترقی میں رکاوٹ رہیں۔ صحرائے تھر میں زہریلے قسم کے سانپوں کی کثرت ہے۔ مرکزِ صحت صرف قصبوں نما شہروں میں ہیں اور وہاں بھی سانپ کاٹے کی ویکسین کی عدم دستیابی کی شکایت رہتی ہے اور تھر کے باسی تڑپ تڑپ کر جان دے دیتے ہیں۔ ننگر پارکر کا علاقہ عمر کوٹ سے کم وبیش **200** کلومیٹر کی مسافت پر رن کچھ اور تھر کے سنگم پر بارڈر کے نزدیک واقع ہے۔ ننگر پارکر سے قبل ایک چھوٹا سا گاں بھالو ہے۔ جو سندھ کی معروف لوک داستان ماروی کی ہیرئن کا نگر تھا۔ بھالو کے بعد بوڈیسر کا علاقہ ہے جہاں بارانی جھیل کے قریب مورمحورقص ہو کر جنگل میں منگل کا سماں باندھ دیتے ہیں اب نہیں معلوم لوگ یہ کیوں کہتے ہیں کہ جنگل میں مورناچا کس نے دیکھا؟

صحرائے تھل

☆۔بارانی جھیل: مورمحورقص ہوکر جنگل میں منگل کا سماں باندھ دیتے ہیں
☆۔ریت کے ٹیلے سرسبز کھیتوں میں بدل گئے
☆۔زراعت: گندم، جوار، گوارا، باجرہ، سرسوں اور تارا میرا شامل ہیں
☆۔کالے اور سفید چنے کی سوغات میں مشہور ہیں
☆۔ثقافتی میلے: بابا سیدن شاہ، پیر شاہ صغیر اور ماڑی شاہ صغیر خصوصی اہمیت کے حامل ہیں

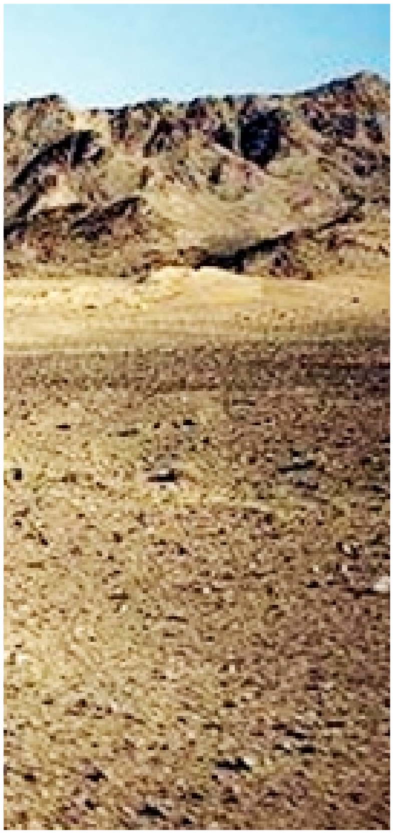

صحرائے تھل پنجاب کے ایک صحرا کا نام ہے جسے کسی زمانے میں دوآبہ سندھ ساگر بھی کہا جاتا تھا۔ جس کا علاقہ پوٹھوہار اور سلسلہ کوہ نمک کے جنوب میں دریائے جہلم اور دریائے سندھ کے درمیان میانوالی جھنگ بھکر خوشاب اور مظفر گڑھ پر مشتمل ہے۔ تھل کی لمبائی **190** میل اور چوڑائی زیادہ سے زیادہ **70** کلومیٹر ہے۔ دریائے سندھ اس کا مغربی کنارہ ہے جبکہ جہلم چناب اور راوی مل کر اس کی مشرقی سرحد کا تعین کرتے ہیں۔ یہ تھل کا علاقہ ان اضلاع پر مشتمل ایک مثلث بناتا ہے اور مظفر گڑھ جا کر اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔ خوشاب سے میانوالی کے جنوب کا سارا علاقہ صحرائے تھل پر مشتمل ہے۔ دریائے سندھ سے نکالی جانے والی نہر نے علاقے کو سیراب کر دیا ہے اور ریت کے ٹیلے سرسبز کھیتوں میں تو بدلتے جارہے ہیں لیکن اس سے علاقہ کی قدرتی ہیت میں تبدیلی رونما ہو رہی ہے جس سے اس کی قدیم شناخت معدوم ہوتی جارہی ہے۔ اس کی مقامی زبان کا تعلق قدیم زمانے سے گردانا جاتا ہے جسے تھلوچی آہنگ میں ادا کیا جاتا ہے۔ ستر کی دہائی کے بعد ماہر لسانیات اس کے کچھ حصے کو سرائیکی اور کچھ کو ہندکو کے زیر اثر گردانتے ہیں جبکہ عمومی طور پر یہ سارا خطہ سرائیکی کہلاتا ہے۔ بنیادی لفظوں کے فرق کی وجہ سے کچھ لوگ اسے علاقہ کی زبان کو پنجابی کا تھلوچی لہجہ قرار دیتے ہیں۔ تھل کے بااثر قبائل میں سید بلوچ بھچر چھینہ ٹوانہ بگھور سیال گاہی آہیر لاشاری راجپوت کھر کلو اور کھوکھر سمیت مختلف قبائل شامل ہیں۔ یہاں کی زرعی فصلیں گندم جوار گوارا باجرہ سرسوں اور تارا میرا شامل ہیں جبکہ کالے اور سفید چنے جیسی سوغات ملک بھر میں مشہور ہے۔ اس کے ثقافتی میلوں میں نور پور تھل کا میلہ میلہ بابا سیدن شاہ میلہ پیر شاہ صغیر اور ماڑی شاہ صغیر میلہ قابلِ ذکر ہیں۔ گریٹر تھل کینال کا منصوبہ پہلی مرتبہ آج سے **130** برس قبل **1873** میں پیش کیا گیا۔ دریائے سندھ کے ذریعے اس علاقہ کو سیراب کرنے کا یہ منصوبہ **1924,1925** **1919, 1921,1936** اور **1949** میں زیرِ بحث آیا۔ ایگزیکٹو کمیٹی آف نیشنل اکنامک کونسل میں یہ معاملہ **1975** میں پھر پیش ہوا مگر پذیرائی حاصل نہ کر سکا۔ بالا آخر **16** اگست **2001** کو اس وقت کے صدر جنرل پرویز مشرف نے تیس بلین روپے اس منصوبے کیلئے مختص کیئے۔